

ریشم اور آلات موسیقی کی حرمت

(۶۷)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللَّهِ مَا كَذَّبَنِي سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لِيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرَ وَالْحَرِيرَ وَالنَّخْمَ وَالْمَعَازِفَ، وَلَيُنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عِلْمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيهِمْ يَعْنِي الْفَقِيرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعِلْمَ وَيَمْسَخُ آخِرِينَ قَرْدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (بخاری، رقم ۵۵۹۰)

حضرت عبدالرحمن بن غنم اشعری کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے بیان کیا اور خدا کی قسم انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں کہا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں (ایک زمانے میں) لازماً ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا کرنے، ریشم پہننے، شراب پینے اور گانے بجانے کو (اپنے لیے) حلال ٹھہرائیں گے۔ اور (یہ واقعہ بھی لازماً ہوگا کہ) کچھ (متکبر) لوگ ایک بلند پہاڑ کے دامن میں رہائش کی غرض سے جائیں گے، وہاں چرواہے اُن کے مویشی صبح وشام لایا لے جایا کریں گے۔ (ایک دن) ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت کے

لیے آئے گا، تو وہ اسے (ٹالنے کے لیے) کہہ دیں گے: ارے، کل آنا۔ لیکن اللہ تعالیٰ (ان کی سرکشی کی وجہ سے) رات ہی رات میں وہ پہاڑ ان پر گرا کر ان (میں سے بہت سوں) کو ہلاک کر دے گا اور جو باقی بچیں گے، انھیں قیامت تک کے لیے بندرا اور سوز بنا دے گا۔

توضیح:

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پیشین گوئیاں بیان ہوئی ہیں: پہلی یہ کہ ایک زمانے میں آپ کی امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنے لیے حرام چیزوں کو حلال ٹھہرا لیں گے اور پھر وہ ان میں بہت اطمینان کے ساتھ مشغول ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اطمینان کی اس حالت میں سرکشی اپنی انتہائی صورت میں ہوتی ہے۔ اس حدیث میں جن چیزوں کو حلال ٹھہرانے کا ذکر ہے، وہ زنا، ریشم، شراب اور گانا بجانا ہے۔ قرآن و حدیث سے جو حرمت زنا اور شراب کے لیے ثابت ہے، وہ ریشم کے لیے ثابت نہیں، کیونکہ اسے عورتوں کے لیے حرام قرار نہیں دیا گیا اور بیماری کی صورت میں اس کا استعمال بعض صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے اور آلات موسیقی کی حرمت قرآن و حدیث سے ثابت ہی نہیں ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں انھیں حرام قرار دینے کی اصل وجہ یہ ہے کہ جن حرام چیزوں کے ساتھ ان کا ذکر ہوا ہے، ان میں ملوث لوگ ان کا بھی وہ استعمال کرتے تھے جو حرام ہوتا تھا۔ مثلاً شرابی اور زانی لوگوں کا بغیر کسی عذر کے محض نمود و نمائش کے لیے ریشم پہننا اور ایسی موسیقی سننا جو اپنے اندر فحش اور غیر اخلاقی پہلور کھتی ہو۔

دوسری پیشین گوئی یہ کہ قیامت کے قریب اس امت کے بعض سرکش لوگوں پر یہ عذاب آئے گا کہ وہ ایک پہاڑ کے نیچے دب کر ہلاک ہوں گے اور بعض پر یہ عذاب آئے گا کہ وہ بندرا اور سوز بنا دیے جائیں گے۔

مقرر آزمائش

(۶۸)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى بَنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّيْنَةِ أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَرْنَا الْعَيْنِ النَّظْرُ وَزَنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ

وَالنَّفْسُ تَمْنَىٰ وَتَشْتَهَىٰ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ. (بخاری، رقم ۶۲۴۳)

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک، اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی (کی آزمائش) کے لیے زنا میں سے اس کا حصہ طے کر دیا ہے، جس سے وہ (اضطراراً یا ارادۃً) لازمًا دوچار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیدہ بازی آنکھوں کا زنا ہے اور (لگاؤ کی) بات چیت زبان کا زنا ہے۔ پھر دل و دماغ خواہش کرتے ہیں اور شرم گاہ کبھی اس سب کی تصدیق کرتی اور کبھی اسے جھٹلا دیتی ہے۔

(۶۹)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُتِبَ عَلَىٰ ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهُ مِنَ الزَّانَا مُدْرِكُ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَالْعَيْنَانِ زَانَاهُمَا النَّظْرُ وَالْأُذُنَانِ زَانَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زَانَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زَانَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زَانَاهَا الْخُطَا وَالْقَلْبُ يَهْوَىٰ وَيَتَمَنَّىٰ وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ. (مسلم، رقم ۶۷۵۴)

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی (کی آزمائش) کے لیے زنا میں اُس کا حصہ طے کر دیا ہے، جس سے وہ (اضطراراً یا ارادۃً) لازمًا دوچار ہوتا ہے۔ چنانچہ دیدہ بازی آنکھوں کا زنا ہے، (لگاؤ کی) بات چیت (سے لذت لینا) کانوں کا زنا ہے، (اس طرح کی) باتیں کرنا زبان کا زنا ہے، پکڑنا ہاتھ کا زنا ہے اور (اس کے لیے) چلنا پاؤں کا زنا ہے۔ پھر دل و دماغ خواہش کرتے ہیں اور شرم گاہ کبھی اُس کی تصدیق کرتی اور کبھی جھٹلا دیتی ہے۔

توضیح:

خدا نے انسان میں جہاں اور بہت سے داعیات رکھے ہیں، وہاں اس کے اندر جنس کا ایک مضبوط داعیہ بھی رکھا

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس داعیے کو اس کے لیے ایسی مستقل آزمائش بنا دیا ہے کہ اس میں مکمل طور پر پاک رہنا ممکن نہیں۔ اسی بات کو آپ نے اس حدیث میں ان الفاظ سے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کی آزمائش کے لیے زنا میں سے اس کا حصہ طے کر رکھا ہے، جس سے وہ ارادۃً یا اضطراراً دوچار ہو کے رہتا ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ غیر محرم کو دیکھنا، اس سے لگاؤٹ کی بات چیت کرنا اور سننا، اسے ہاتھ لگانا اور اس کی طرف چل کر جانا، یہ سب اپنے اپنے درجے میں زنا ہی کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں، اگر آدمی ان سے پیچھے ہٹ جاتا اور توبہ کر لیتا ہے تو گویا اس کی شرم گاہ نے ان کی تکذیب کردی اور انہیں بطور مقدمات زنا قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس صورت میں آدمی گناہ سے بچ جاتا ہے اور اگر وہ ان میں آگے بڑھتے بڑھتے زنا میں ملوث ہو جاتا ہے تو گویا اس کی شرم گاہ نے ان کی تصدیق کردی، یعنی انہیں بطور مقدمات زنا قبول کر لیا۔ چنانچہ اس صورت میں آدمی گناہ گار ہو جاتا ہے۔

متکبر کی جنت سے محرومی

(۷۰)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ نُؤْبَهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ: إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكَبِيرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ. (مسلم، رقم ۲۶۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی غرور ہو، وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی نے کہا کہ آدمی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ اُس کا لباس عمدہ ہو اور اُس کا جو تا عمدہ ہو (کیا یہ سب غلط ہے؟) آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو حق کو ٹھکرا دینا اور لوگوں کو حقیر جانتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرِيَاءٍ. (مسلم، رقم ۲۶۶)

حضرت عبداللہ (بن مسعود) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا، وہ (ہمیشہ کے لیے) دوزخ میں داخل نہیں ہو سکتا اور جس کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

توضیح:

تکبر کا اظہار دو طریقوں سے ہوتا ہے: ایک یہ کہ انسان دوسروں کو اپنے سے حقیر جانے اور دوسرا یہ کہ وہ حق کو محض حق ہونے کی بنا پر قبول نہ کر سکے۔ یہ دونوں رویے اس بات کی دلیل ہیں کہ ایسے شخص کا دل بندگی کے شعور سے خالی ہے اور اس میں خدا کی عظمت کا کوئی تصور نہیں ہے، ورنہ جس دل میں خدا کی بندگی کا شعور اور خدا کی عظمت کا تصور موجود ہوتا ہے، اس پر تواضع اور فروتنی کی حالت طاری رہتی ہے۔ ایسا شخص خدا ہی کے بنائے ہوئے دوسرے انسانوں کو کبھی اپنے مقابل میں حقیر نہیں سمجھ سکتا اور نہ وہ کبھی کسی سچائی اور کسی حق کو تسلیم کرنے سے اعراض کر سکتا ہے، کیونکہ خدا سب سے بڑا حق ہے، اسے سچے دل سے ماننے والا انسان ہر حق کو فوراً قبول کرتا ہے۔

تکبر درحقیقت خدا پر حقیقی ایمان ہی کی نفی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ بھر غرور ہوگا، وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اور جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا: وہ (ہمیشہ کے لیے) دوزخ میں نہیں جائے گا۔